شام

شہر حلب پر بھوک کا بسیرا

تحریر محمد حفیظ اللہ خان المدنی۔ مدیر مسئول ماہنامہ ''صراط مستقیم''، برمنگھم

سخت مزاحمت اور لاکھوں قربانیوں کے باوجود مغربی ممالک کی دوغلی پالیسی اور روس اور اہل فارس کی اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ دیرینہ دشمنی نے یہ دن دکھائے کہ بشارالاسد کے خلاف مزاحمت کرنے والے گروپس کا آخری محفوظ قلعہ حلب بھی درندوں کی نذر ہو گیا۔ سقوط حلب نے ان مزاحمتی گروپس کو پیچھے ہٹنے پر مجبور تو کر دیا ہے مگر وہ ابھی تک حوصلہ مند ہیں۔ انہوں نے شکست تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ بالفاظ دیگر روس کی ہنستے بستے گھروں اور نہتے مسلمانوں پر اندھا دھند بمباری بشارالاسد کی حمایت یافتہ صفوی افواج کی درندگی اور ان کے انسانیت سوز مظالم بھی شہر حلب اور اس کے باشندوں کو موت کے گھاٹ اتار نہ سکے مگر رفتہ رفتہ اس شہر کی جانب بڑھتے ہوئے بھوک کے قدم اس کو موت کی نیند سلانے پر تُلے نظر آتے ہیں۔

تازہ اطلاعات کے مطابق حلب شہر کے مشرقی علاقے میں تین لاکھ سے زائد بوڑھے، بچے، جوان اور خواتین بشارالاسد اور صفوی افواج کے ہاتھوں محصور ہو چکے ہیں۔ ان کے غذائی اجناس کے اکثر ذخیرے روسی بمباری کی نذر ہو چکے ہیں۔ دن بدن غذائی اجناس میں واقع ہونے والی کمی اور فلور مل کے نہ ہونے سے شہریان حلب موت کا انتظار کرنے پر مجبور ہیں جو بھوک کی شکل میں ان کی جانب بڑھ رہی ہے۔

صورت حال اس قدر ابتر ہو چکی ہے کہ ہر فیملی کو ہر تین دن بعد صرف چھ روٹیاں ملتی ہیں۔ یعنی ایک فرد کو ہر تین دن بعد ایک روٹی دستیاب ہے۔ دکانیں، اسٹورز تمام غذائی اجناس سے خالی ہو چکے ہیں۔ اس پر مستزاد کہ گذشتہ دنوں میں بشارالاسد کی افواج نے روس اور صفوی افواج کی شراکت سے نہ صرف نہتوں پر بمباری جاری رکھی ہے بلکہ باقی ماندہ غذائی اجناس کے مراکز کو بھی تباہ و برباد کر دیا ہے۔ ان میں ریڈ کریسنٹ اور دیگر ریلیف ایجنسیوں کے غذائی مراکز بھی شامل ہیں۔ اس پر موسم سرما کی جان لیوا سردی ان معصوم نہتے مسلمانوں کی زندگی میں رہی سہی امیدوں کو بھی مایوسی میں تبدیل کر رہی ہے۔

صورت حال یہ ہے کہ حلب کے مشرقی علاقے میں مختلف حیلوں بہانوں سے کسی بھی عالمی ادارے کا داخلہ ممنوع قرار پا گیا ہے۔ دوسری جانب شام کے وہ مسلمان بھی ہیں جو ترک وطن پر مجبور کر دیے گئے۔ اب ان کی ایک بڑی تعداد ترکی میں خیمہ زن ہے۔ اسی طرح سعودی عرب نے بھی ایک بڑی تعداد کو اپنے ملک میں پناہ دے رکھی

ہے۔جن لوگوں نے مغربی ممالک کارخ کیا تھاان میں اکثریت مغربی یورپی ملکوں میں پناہ لینے میں کامیاب تو ہو چکی ہے مگر ہزاروں مسلمان ایسے بھی ہیں جو آج بھی صربیا کی سرحد پر خون کو منجمد کر دینے والی سردی میں صرف ایک کمبل کے سہارے اپنے غیر یقینی مستقبل کی جانب نگاہ کیے ہوئے ہیں۔

الحمدللہ ترکی اور سعودی عرب کا کردار اس طور پر قابل تعریف ہے کہ سعودی عرب نے نہ صرف شامی مسلمانوں کو اپنے ملک میں پناہ دی بلکہ ان کیلئے اقامے بھی جاری کر دیئے۔ان کے بچوں کیلئے مقامی مدارس میں تعلیم کا بندوبست بھی کیا اور انہیں سعودی عرب میں کام کرنے کی سہولت بھی فراہم کر دی اور اس قسم کے پناہ گزین لاکھوں کی تعداد میں اس وقت سعودی عرب میں موجود ہیں۔

اسی طرح ترکی کی حکومت بھی قابل تحسین ہے کہ جس نے چار ملین پناہ گزینوں کو نہ صرف پناہ دی بلکہ نائب وزیر اعظم کے بیان کے مطابق اس سخت ترین سردی کے موسم میں کوئی پناہ گزین اس وقت ترکی میں ایسا نہیں جو کھلے آسمان کے نیچے سو رہا ہو بلکہ ہر کسی کو مکمل شیلٹر فراہم کیے جا چکے ہیں۔

ترکی کا کہنا ہے کہ ان مہاجرین پر ترکی اب تک 25 بلین یورو خرچ کر چکا ہے۔یورپی یونین نے صرف اس مد میں تین بلین ڈالر کا وعدہ کیا تھا جس میں سے اب تک صرف 222 ملین ڈالر ترکی کو موصول ہوئے ہیں۔ترکی کے نائب وزیر اعظم نے بلاشک صحیح کہا کہ ہم یورپی یونین کی اس خیرات کے محتاج نہیں کیونکہ اس 25 بلین یورو کا نصف حصہ حکومت ادا کر رہی ہے اور نصف حصہ ترکی کی انسانی حقوق کی ریلیف کی تنظیمیں دے رہی ہیں۔لیکن اس وقت شام کے وہ مسلمان عالم اسلام کی جانب ٹکٹکی لگائے دیکھ رہے ہیں کہ جو شہر حلب میں محصور ہیں۔ان سے ان کے عزیزوں کو چھینا جا چکا ہے۔یتیم بچوں کی ایک طویل فہرست بن چکی ہے۔لاکھوں ماؤں کی گود اجڑ چکی ہے۔ہزاروں باپردہ خواتین کھلی سڑکوں پر رہنے پہ مجبور ہو چکی ہیں اور اب بھوک ان کا پیچھا کر رہی ہے۔

مولانا عبدالوارث ظہیر (مرالیوالہ گوجرانوالہ) کو صدمہ

مورخہ 17 جنوری بروز منگل مولانا عبدالوارث ظہیر فاضل جامعہ علوم اثریہ و مہتمم جامعہ امن اہل حدیث مرالیوالہ کے والد محترم وفات پا گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون.مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند،انتہائی نیک اور شب زندہ دار انسان تھے۔رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر نے فون پر مولانا عبدالوارث ظہیر سے اُن کے والد کی وفات پر اظہار تعزیت کیا اور مرحوم کی بلندیٔ درجات کیلئے دعا کی۔